THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ادبیات اطفال میں ماحولیاتی شعور: اشرف صبوحی کی کہانیوں کا تجزیاتی مطالعہ

Environmental Awareness in Children's Literature: An Analytical study of Ashraf Sabohi's Stories

طاہرہ یاسمین

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

ڈاکٹر غلام فریدہ

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

This study examines the representation of environmental elements in the children's stories of Ashraf Sabohi, an important writer in Urdu children's literature.His stories go beyond entertainment and contribute to the moral and intellectual development of young readers.Using an ecocritical approach, the study highlights how natural elements such as trees, rain, gardens, and water function as meaningful components that shape emotions, relationships, and values. Alongside nature,the social environment marked by poverty,class differences,and societal attitudes also plays a significant role in character formation and thematic depth.The research further shows that Sabohi integrates cultural and ethical values within these environmental settings, where positive behavior and harmony with nature are rewarded. By analyzing selected stories,the study concludes that Sabohi's narratives promote environmental awareness and encourage a balanced and responsible relationship between humans and their surroundings, making his work relevant for both literary and ecological studies.

Keywords: Ashraf Sabohi, children's literature, ecological studies,Urdu

اشرف صبوحی اردو کے اُن اہم ادیبوں میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے بچوں کے ادب کو محض تفریحی سطح سے بلند کر کے اسے فکری، اخلاقی اور سماجی تربیت کا ایک مؤثر ذریعہ بنایا۔ ان کی کہانیوں میں سادہ بیانیہ، دلنشین کردار نگاری اور زندگی کے حقیقی مسائل کی جھلک نمایاں طور پر موجود ہوتی ہے۔ اشرف صبوحی نے طبع زاد کہانیاں لکھنے کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بچوں کے لیے لکھی جانے والی کئی کہانیوں کے تراجم بھی کیے ہیں۔ ان کی کہانیاں زیادہ تر 9 دس سال کی عمر کے بچوں کے لیے لکھی گئی ہیں کیونکہ ان کہانیوں کا اپنا ایک اسلوب اور آہنگ ہے جسے بہت چھوٹی عمر کے بچوں کے لیے سمجھنا مشکل ہے۔ اس حوالے سے محمد سعید کہتے ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"اشرف صبوحی صاحب کی کہانیاں اور مضامین اکثر رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔۔۔ان کی تحریر کا ایک اور نمایاں وصف دلی کے محاورات اور روزمرہ کا استعمال ہے جس کو ان کی زباندانی کا ثبوت خیال کیا جا سکتا ہے۔ایسی زبان اب بہت کم ادیب استعمال کرتے ہیں۔علامہ راشد الخیری اس اسلوب کے موجد تھے۔"1

ان کی تحریروں کا بنیادی وصف یہ ہے کہ وہ محض تفریح فراہم نہیں کرتیں بلکہ بچوں کی اخلاقی، فکری اور سماجی تربیت کا مؤثر ذریعہ بھی بنتی ہیں۔ موضوعاتی اعتبار سے ان کے ہاں انسان دوستی، سچائی، محنت، خودداری، انصاف، اور سماجی شعور جیسے عناصر مرکزی حیثیت رکھتے ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ وہ فطرت، ماحول اور انسانی رویوں کے باہمی تعلق کو بھی بڑی خوبصورتی سے اجاگر کرتے ہیں، جس سے بچوں میں ماحولیاتی شعور پروان چڑھتا ہے۔

"Among the writers who wrote prose stories for the children, the name of Ashraf Sabohi comes up as an important reference. Most of his stories are folktales and fairy tales. Ashraf Sabohi has written stories by himself as well as translated many stories written for children in English. These are written for nine to tenth-year old children because these stories have their own style and rhythm which is very difficult for children to understand."2

ان کی کہانیوں میں ماحول اور فطرت کے باہمی تعلق کو بہت جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔کہانی "بدلتا ہے رنگ آسماں۔۔۔"میں ماحولیاتی عناصر کی بھرپور اور بامعنی پیشکش ہے، جو نہ صرف کہانی کے پس منظر کو تشکیل دیتے ہیں بلکہ کرداروں کی ذہنی، جذباتی اور اخلاقی تشکیل میں بھی بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔یہاں ماحول محض منظر نگاری کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک فعال قوت کے طور پر سامنے آتا ہے جو قاری کو اپنے گردوپیش کے حالات وواقعات پر غور کرنے پر مجبور کرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اس کہانی کا مطالعہ ماحولیاتی تناظر میں نہایت اہمیت اختیار کر جاتا ہے۔

ماحولیاتی عناصر کا تصور ادبی تنقید میں ایک وسیع مفہوم رکھتا ہے جس میں فطری ماحول، سماجی ڈھانچہ، ثقافتی اقدار اور معاشرتی رویے سب شامل ہوتے ہیں۔کسی بھی کہانی میں یہ عناصر نہ صرف پس منظر فراہم کرتے ہیں بلکہ کرداروں کے اعمال، ردعمل اور نفسیات پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتے ہیں۔اشرف صبوحی کی اس کہانی میں یہ تمام عناصر ایک مربوط انداز میں موجود ہیں۔فطری ماحول میں بارش، درخت، باغ، پھول اور موسم جیسے عناصر شامل ہیں جو کہانی کو ایک جمالیاتی اور جذباتی فضا فراہم کرتے ہیں۔دوسری طرف شہری اور سماجی ماحول میں غربت، بے گھری، بھکاریوں کی زندگی، طبقاتی تقسیم اور معاشرتی بے حسی جیسے پہلو نمایاں ہیں۔اس کے ساتھ ساتھ ثقافتی ماحول میں شرافت، عزت نفس، مذہبی رویے اور اخلاقی اقدار جیسے عناصر بھی شامل ہیں جو کہانی کی معنویت کو مزید گہرا کرتے ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

فطری ماحولیاتی عناصر کی بات کی جائے تو اس افسانے میں ان کا استعمال نہایت بامعنی اور علامتی ہے۔ بارش کا منظر، جس میں شوکت جمیلہ کو بھیگتے ہوئے دیکھتا ہے، صرف ایک قدرتی واقعہ نہیں بلکہ یہ انسانی ہمدردی اور تعلق کے آغاز کی علامت بن جاتا ہے۔ بارش عموماً تطہیر اور تازگی کی علامت سمجھی جاتی ہے، اور یہاں بھی یہ دونوں کرداروں کے درمیان ایک نئے رشتے کی بنیاد رکھتی ہے۔ اسی طرح کمپنی باغ اور چمپا کے درخت کا ذکر ایک خوشگوار اور نرم فضا پیدا کرتا ہے جو جمیلہ کی معصومیت اور اس کے اندرونی حسن کی عکاسی کرتا ہے۔ جمیلہ کا پھول چننا، ہار بنانا اور شوکت کو پیش کرنا محض ایک سادہ عمل نہیں بلکہ یہ اس کے جذبات، محبت اور خلوص کا اظہار ہے۔ پھول یہاں ایک علامتی حیثیت رکھتے ہیں جو پاکیزگی، حسن اور فطری سچائی کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ تمام فطری عناصر بچوں کے ذہن میں حسنِ فطرت کی قدر، اس سے وابستگی اور جمالیاتی شعور کو فروغ دیتے ہیں۔

"جمیلہ آٹھوں پہر شوکت کے خیال میں رہنے لگی۔ صابن خریدتی، کپڑے دھوتی، باغ میں سے اچھے اچھے پھول چنتی، ہار بناتی یا شوکت کا انتظار کرتی۔ شوکت آتا تو وہ اپنے ہاتھوں کا گوندھا ہوا ہار اس کے گلے میں ڈالتی اور خوش ہوتی۔"3

شہری اور سماجی ماحول کی عکاسی اس کہانی کا ایک نہایت اہم اور مؤثر پہلو ہے۔ کہانی میں پل، بازار، گھنٹہ گھر، سڑکیں اور باغ جیسے مقامات نہ صرف جغرافیائی پس منظر فراہم کرتے ہیں بلکہ ایک ایسے معاشرے کی تصویر بھی پیش کرتے ہیں جو بظاہر ترقی یافتہ ہے مگر اندرونی طور پر بے حسی اور ناہمواری کا شکار ہے۔ بھکاریوں کی زندگی کو جس انداز میں پیش کیا گیا ہے وہ نہایت حقیقت پسندانہ اور دردناک ہے۔ جمیلہ کا بچپن، اس کی بے گھری اور اس کا بھیک مانگنا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ معاشرہ کس طرح کمزور اور لاوارث افراد کو نظر انداز کر دیتا ہے۔ کہانی میں یہ تضاد بھی واضح کیا گیا ہے کہ لوگ جانوروں کو کھلاتے ہیں، مذہبی رسومات ادا کرتے ہیں مگر حقیقی ضرورت مند انسانوں کی مدد نہیں کرتے۔ یہ رویہ ایک گہری سماجی تنقید کے طور پر سامنے آتا ہے جو بچوں کو یہ سوچنے پر مجبور کرتا ہے کہ اصل نیکی کیا ہے اور انسان دوستی کا حقیقی مفہوم کیا ہونا چاہیے۔

طبقاتی فرق بھی اس کہانی کا ایک نمایاں ماحولیاتی عنصر ہے۔ شوکت کا خوشحال گھر، اس کی تعلیم اور اس کی سماجی حیثیت ایک طرف ہے، جبکہ جمیلہ کی بے گھری، غربت اور محرومی دوسری طرف۔ یہ تضاد نہ صرف معاشرتی ناہمواری کو ظاہر کرتا ہے بلکہ اس بات کی بھی نشاندہی کرتا ہے کہ انسان کی قدر و قیمت کا تعین اکثر اس کے حالات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے، نہ کہ اس کے کردار کی بنیاد پر۔ شوکت کے والد کا جمیلہ کے بارے میں منفی تاثر اسی ذہنیت کی عکاسی کرتا ہے، جہاں غربت کو کم ظرفی اور ذلت کے ساتھ جوڑ دیا جاتا ہے۔ تاہم کہانی کا اختتام اس تصور کی نفی کرتا ہے اور یہ ثابت کرتا ہے کہ اصل شرافت انسان کے کردار، محنت اور خودداری میں ہوتی ہے، نہ کہ اس کے خاندانی پس منظر یا معاشی حیثیت میں۔

ثقافتی اور اخلاقی ماحول اس کہانی میں نہایت مضبوط انداز میں موجود ہے۔ جمیلہ کا کردار اس حوالے سے مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ کیونکہ وہ انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اپنی عزت نفس کو برقرار رکھتی ہے۔ جب اسے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس کی موجودگی کو شک کی نگاہ سے دیکھا جا رہا ہے تو وہ خاموشی سے گھر چھوڑ دیتی ہے۔ یہ عمل اس کی خودداری، غیرت اور اخلاقی بلندی کا مظہر ہے۔ وہ کسی پر بوجھ بن کر جینا نہیں چاہتی بلکہ اپنی محنت سے اپنی شناخت قائم کرنا چاہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بعد میں ایک کامیاب ڈاکٹر بن کر سامنے آتی ہے اور اپنی قابلیت کے ذریعے نہ صرف اپنی زندگی بدلتی

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی مثال قائم کرتی ہے۔ شوکت کا کردار بھی اخلاقی طور پر مضبوط ہے۔ اس کی جمیلہ سے ہمدردی، اس کا خلوص اور اس کا انتظار کرنا اس کی محبت کی سچائی کو ظاہر کرتا ہے۔ کہانی میں مذہبی اور ثقافتی رویوں پر جو تنقید کی گئی ہے وہ بھی قابلِ توجہ ہے۔ ظاہری عبادات اور رسومات کے مقابلے میں حقیقی انسان دوستی کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے، جو بچوں کے لیے ایک اہم اخلاقی سبق ہے۔

اس افسانے میں ماحول اور کردار سازی کا تعلق نہایت گہرا اور مربوط ہے۔ جمیلہ ایک ایسے ماحول میں پروان چڑھتی ہے جہاں اسے مسلسل مشکلات، محرومی اور بے حسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے، مگر اس کے باوجود اس کا کردار نہایت پاکیزہ، باوقار اور مضبوط رہتا ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اگرچہ ماحول انسان پر اثرانداز ہوتا ہے، مگر اس کی اصل شخصیت اس کی اندرونی قوت، تربیت اور ارادے سے تشکیل پاتی ہے۔ دوسری طرف شوکت ایک خوشحال اور محفوظ ماحول میں پرورش پاتا ہے، مگر اس کی اصل خوبی اس کی حساسیت اور انسان دوستی ہے جو اسے جمیلہ کے قریب لاتی ہے۔ ان دونوں کرداروں کے ذریعے یہ پیغام دیا گیا ہے کہ انسان کا اصل معیار اس کا کردار ہوتا ہے، نہ کہ اس کا ماحول یا حالات۔

بچوں کے ادب کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ کہانی ماحولیاتی شعور کی ایک عمدہ مثال پیش کرتی ہے۔ اس میں بچوں کو نہ صرف فطرت کی خوبصورتی اور اس کی اہمیت سے روشناس کرایا گیا ہے بلکہ انہیں معاشرتی مسائل، انسانی رویوں اور اخلاقی اقدار کے بارے میں بھی سوچنے پر مجبور کیا گیا ہے۔ اس کہانی کے ذریعے بچوں کو یہ سبق ملتا ہے کہ وہ اپنے اردگرد کے ماحول کو سمجھیں، اس میں موجود ناانصافیوں کو پہچانیں اور ایک بہتر انسان بننے کی کوشش کریں۔ اس میں فطری حسن کے ساتھ ساتھ سماجی حقیقتوں کو بھی شامل کیا گیا ہے جو بچوں کی ذہنی اور اخلاقی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

اسی طرح ان کی کہانی "بارہ بہنیں" بظاہر ایک سادہ اور دلچسپ بچوں کی کہانی ہے، مگر ماحولیاتی تناظر میں اس کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں فطرت اور انسان کے باہمی تعلق کے کئی اہم پہلو نمایاں ہوتے ہیں۔ کہانی میں فطرت محض پس منظر کے طور پر نہیں بلکہ ایک فعال اور پرکشش دنیا کے طور پر سامنے آتی ہے جہاں شہزادیاں ہر رات محل کی بند اور محدود فضا سے نکل کر باغات، درختوں اور دریا کی کھلی اور آزاد فضا میں جاتی ہیں۔ یہ تضاد واضح طور پر اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ انسانی بنائی ہوئی دنیا، جو نظم وضبط اور کنٹرول پر قائم ہے، انسان کی فطری خواہشات کو پورا نہیں کر سکتی، جبکہ فطرت آزادی، سکون اور مسرت کا اصل ذریعہ ہے۔ چاندی اور سونے کے پتوں والے درخت، خوبصورت باغات اور دریا کا منظر فطرت کو ایک مثالی اور جادوئی صورت میں پیش کرتے ہیں، جو بچوں کے ذہن میں فطرت کے حسن اور کشش کو بڑھاتا ہے، مگر ساتھ ہی یہ سوال بھی پیدا کرتا ہے کہ کیا فطرت کو صرف ایک خوابناک اور تفریحی شے کے طور پر دیکھنا درست ہے یا اس کی حقیقی اہمیت کو بھی سمجھنا ضروری ہے۔

کہانی میں انسان اور فطرت کے تعلق کا ایک اور پہلو اس وقت سامنے آتا ہے جب سپاہی شہزادیوں کا پیچھا کرتے ہوئے درختوں کی شاخیں توڑتا ہے اور اشیاء کو بطور ثبوت اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ یہ عمل علامتی طور پر فطرت کے استحصال کی نمائندگی کرتا ہے، جہاں انسان اپنی ضرورت یا فائدے کے لیے فطرت کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس کے برعکس شہزادیاں فطرت کے ساتھ ایک ہم آہنگ تعلق رکھتی ہیں۔ وہ باغ میں بیٹھتی ہیں، دریا میں کشتی چلاتی ہیں اور اس ماحول سے لطف اندوز ہوتی ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فطرت کے ساتھ توازن اور احترام کا رشتہ زیادہ پائیدار اور خوشگوار ہوتا ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

"تمام شہزادیاں ہنستی ہوئی ایک باغ میں پہنچیں۔ باغ کے تمام درخت نہایت خوبصورتی سے برابر لگے ہوئے تھے۔ پتیاں چاندی کی طرح سفید تھیں۔۔۔ چلتے چلتے شہزادیاں دوسرے باغ میں پہنچیں جہاں درختوں کی پتیاں سنہرے رنگ کی تھیں، باغ کے بیچ میں ایک خوبصورت چبوترا بنا ہوا تھا۔ سب شہزادیاں اس پر بیٹھ گئیں۔"4

اگر اس کہانی کو ماحولیاتی نسائیت کے زاویے سے دیکھا جائے تو شہزادیاں فطرت کی علامت کے طور پر سامنے آتی ہیں جو آزاد اور خود مختار رہنا چاہتی ہیں، جبکہ بادشاہ اور سپاہی ایسی قوتوں کی نمائندگی کرتے ہیں جو فطرت کو قابو میں رکھنا چاہتے ہیں۔ اس طرح کہانی نہ صرف فطرت کے حسن کو اجاگر کرتی ہے بلکہ یہ بھی دکھاتی ہے کہ انسان اپنی طاقت اور تجسس کے ذریعے فطرت کے رازوں کو بے نقاب کر کے اس کی اصل روح کو متاثر کر دیتا ہے۔ بچوں کے لیے اس کہانی میں یہ سبق پوشیدہ ہے کہ فطرت نہایت قیمتی اور دلکش ہے اور اس کے ساتھ محبت اور ہم آہنگی کا رویہ اختیار کرنا چاہیے، نہ کہ اسے نقصان پہنچانا یا صرف اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا چاہیے۔ مجموعی طور پر یہ کہانی ایک علامتی متن بن جاتی ہے جو فطرت کی کشش، انسانی مداخلت اور ماحولیاتی توازن کے درمیان ایک گہرا رشتہ قائم کرتی ہے۔

اسی طرح کہانی "جل پری" میں جل پری ایک اہم ماحولیاتی علامت کے طور پر سامنے آتی ہے جو پانی اور فطرت کی روح کی نمائندگی کرتی ہے۔ وہ انسانی کرداروں کو ان کے رویوں کے مطابق جزا و سزا دیتی ہے، جس سے یہ تصور ابھرتا ہے کہ فطرت ایک زندہ اور باخبر قوت ہے جو انسان کے اعمال کا رد عمل دیتی ہے۔ یتیم لڑکی کو موتیوں کا انعام ملنا دراصل فطرت کے ساتھ مثبت تعلق اور اس کی قدر کرنے کا صلہ ہے، جبکہ تتیا کے منہ سے مینڈکوں کا نکلنا ایک علامتی سزا ہے جو اس کے منفی رویے اور فطرت سے بدسلوکی کو ظاہر کرتی ہے۔ یہاں مینڈک بھی ایک ماحولیاتی علامت ہیں جو عموماً پانی اور دلدلی ماحول سے جڑے ہوتے ہیں، مگر اس کہانی میں وہ گھن اور نفرت کی علامت بن جاتے ہیں، جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فطرت کا توازن بگڑنے پر وہ انسان کے لیے ناگوار بھی ہو سکتی ہے۔

کہانی میں کنواں، درخت کی چھاؤں اور پانی جیسے عناصر مرکزی حیثیت رکھتے ہیں جو فطرت کی بنیادی نعمتوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ خاص طور پر پانی یہاں محض ایک مادی ضرورت نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور ماحولیاتی قدر کے طور پر سامنے آتا ہے۔ یتیم لڑکی کا پیاسی بڑھیا (جو دراصل جل پری ہے) کو پانی پلانا دراصل فطرت کے ساتھ ہمدردی، سخاوت اور ہم آہنگی کی علامت ہے، جبکہ تتیا کا پانی دینے سے انکار اور بدتمیزی فطرت سے بیگانگی اور اس کے ساتھ غیر ذمہ دارانہ رویے کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس طرح کہانی یہ واضح کرتی ہے کہ انسان کا فطرت کے ساتھ برتاؤ ہی اس کے انجام کا تعین کرتا ہے۔

درخت کی چھاؤں کا بار بار ذکر ایک محفوظ اور پُرسکون قدرتی پناہ گاہ کے طور پر سامنے آتا ہے، جہاں لڑکی کو وقتی سکون اور بعد ازاں زندگی کی تبدیلی کا موقع ملتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ فطرت انسان کو نہ صرف جسمانی بلکہ جذباتی اور روحانی آسرا بھی فراہم کرتی ہے۔ اس کے برعکس بڑھیا اور

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.1 2026

اس کی بیٹی کا گھر ایک تنگ، جابرانہ اور غیر فطری ماحول کی نمائندگی کرتا ہے جہاں محبت، توازن اور ہمدردی کا فقدان ہے۔ اس طرح کہانی میں فطرت اور انسانی معاشرت کے درمیان ایک واضح تضاد قائم کیا گیا ہے۔

ماحولیاتی نسائیت کے زاویے سے دیکھا جائے تو یتیم لڑکی فطرت کے قریب، نرم دل اور ہم آہنگ کردار کی نمائندہ ہے، جبکہ تتیا اور اس کی ماں ایسی قوتوں کی علامت ہیں جو فطرت کو نظر انداز یا مسترد کرتی ہیں۔ جل پری ایک ایسی مافوق الفطرت ہستی کے طور پر سامنے آتی ہے جو فطرت کی محافظ ہے اور توازن قائم رکھتی ہے۔ کہانی بچوں کو یہ سبق دیتی ہے کہ فطرت کے ساتھ حسن سلوک، خاص طور پر پانی جیسی نعمت کی قدر اور دوسروں کے ساتھ ہمدردی، نہ صرف اخلاقی خوبی ہے بلکہ ایک ماحولیاتی ذمہ داری بھی ہے۔ مجموعی طور پر یہ کہانی اس حقیقت کو اجاگر کرتی ہے کہ انسان اور فطرت کا تعلق باہمی احترام اور توازن پر قائم ہونا چاہیے، کیونکہ فطرت انسان کے رویوں کا عکس بن کر اس کے سامنے آتی ہے۔

کہانی "نیلم پری" میں جنگل، میدان، درخت، پھول، پانی اور ہوا جیسے عناصر نہایت اہمیت کے حامل ہیں، جو فطرت کی وسعت، خوبصورتی اور تنوع کو ظاہر کرتے ہیں۔ خاص طور پر جنگل اور پریوں کا میدان ایک ایسی قدرتی دنیا کی نمائندگی کرتے ہیں جو انسانی دنیا سے مختلف، زیادہ آزاد، حسین اور پُرکشش ہے۔ ہری گھاس کا مخمل کی طرح پھیلنا، رنگ برنگے پھولوں کا کھلنا اور پانی کی لہروں کا بہنا اس بات کی علامت ہے کہ فطرت زندگی، تازگی اور حسن کا سرچشمہ ہے، جہاں انسان کو سکون اور راحت میسر آتی ہے۔ یہ ماحول اس مصنوعی اور محدود انسانی دنیا (جیسے درزی کا غریب گھر یا سرائے) کے مقابلے میں زیادہ دلکش اور متوازن دکھایا گیا ہے۔

> "کئی دن چلنے کے بعد اس کا گزر ایک میدان سے ہوا۔ یہ میدان پریوں کا تھا۔ رنگ برنگ کے پھول چاروں طرف کھلے ہوئے تھے۔ ہری ہری گھاس سبز مخمل کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔ بیچ بیچ میں پانی کی سفید لہریں بہہ رہی تھیں۔ ہوا خوشبو میں بسی ہوئی تھی۔ لڑکا دم لینے کے لئے (ستانے کے لئے) ٹھہر گیا۔ ہوا کی مست خوشبو نے آنکھوں میں نیند بھر دی اور وہ جلد ہی ایک گلاب کے پودے کے پاس پڑ کر سو رہا۔"5

کہانی میں فطرت صرف ایک پس منظر نہیں بلکہ ایک فعال اور بااختیار قوت کے طور پر سامنے آتی ہے، جس کی نمائندگی پریاں اور دیو کرتے ہیں۔ نیلم پری دراصل فطرت کی محافظ اور منتظم قوت کی علامت ہے، جو اپنے ماحول میں توازن برقرار رکھتی ہے اور انسانی کرداروں کے اعمال کے مطابق ردعمل دیتی ہے۔ جب چھوٹا بھائی سچائی اور انصاف کے جذبے کے ساتھ فطرت کے قریب پہنچتا ہے تو اسے مدد حاصل ہوتی ہے، جبکہ بھٹیارا جو لالچ اور دھوکے کی علامت ہے، فطرت کے اس نظام میں سزا کا مستحق بنتا ہے۔ اس طرح کہانی یہ پیغام دیتی ہے کہ فطرت ایک زندہ اور باخبر نظام ہے جو انسان کے رویوں کا جواب دیتا ہے، اور انصاف کے قیام میں اپنا کردار ادا کرتا ہے۔

مزید برآں، کہانی میں انسان اور فطرت کے تعلق کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ جو کردار فطرت کے قریب، سادہ اور محنتی ہیں (جیسے چھوٹا بھائی)، وہ فطرت کی مدد اور برکت حاصل کرتے ہیں، جبکہ جو کردار لالچی، خودغرض اور فطرت سے کٹے ہوئے ہیں (جیسے بھٹیارا)، وہ بالآخر نقصان اٹھاتے ہیں۔ پریوں کا

The Study of Religion and History

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

میدان ایک ایسی مثالی فطری دنیا کی علامت ہے جہاں حسن، توازن اور خوشبو کا راج ہے، اور جہاں انسان کو تبھی داخلہ ملتا ہے جب وہ نیک نیتی اور سچائی کے ساتھ آئے۔ اس کے برعکس سرائے ایک ایسی جگہ ہے جہاں انسانی کمزوریاں، خصوصاً لالچ اور دھوکہ، نمایاں ہوتے ہیں، جو ماحولیاتی اور اخلاقی بگاڑ کی علامت ہے۔

اشرف صبوحی کو دلی کی تہذیبی اور لسانی روایت پر غیر معمولی عبور حاصل تھا، جو ان کی تحریروں میں پوری آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ ان کی زبان نہ صرف شستہ اور برجستہ ہے بلکہ اس میں دلی کے محاورات، روزمرہ اور ضرب الامثال کا ایسا فطری اور برمحل استعمال ملتا ہے جو کرداروں اور فضا کو حقیقت سے قریب تر بنا دیتا ہے۔ بیگمات، نوکرانیوں، مغلانیوں اور ماماؤں جیسے مختلف طبقاتی و سماجی کرداروں کی زبان اور اندازِ گفتگو کو جس مہارت سے وہ پیش کرتے ہیں، اس سے ان کی گہری سماجی بصیرت اور مشاہدے کی قوت ظاہر ہوتی ہے۔ الفاظ کی نشست و برخاست اور جملوں کی ساخت کے ذریعے وہ ایک مکمل تہذیبی فضا قائم کر دیتے ہیں جس میں پرانی دلی کی جھلک واضح طور پر محسوس کی جا سکتی ہے۔ اس طرح ان کی تحریر محض کہانی نہیں رہتی بلکہ ایک زندہ ثقافتی دستاویز بن جاتی ہے، جو بچوں کو نہ صرف لطف فراہم کرتی ہے بلکہ اسے ایک مخصوص تہذیبی ماحول سے بھی روشناس کراتی ہے۔

> "اشرف صبوحی کو دلی کی زبان پر زبردست قدرت حاصل ہے۔ جملہ کی تراش و خراش، دلی کے محاورات کا برمحل استعمال، بیگمات سے لے کر نوکرانیوں، مغلانیوں اور ماماؤں تک کی ضرب الامثال ان کی نوک زبان پر ہیں۔ الفاظ کی دروبست اور فقروں کی نشست سے وہی فضا پیدا کر دیتے ہیں جس میں ان کی تہذیبی جھلکیاں نمایاں ہو جاتی ہیں۔"6

مجموعی طور پر دیکھا جائے تو اشرف صبوحی کی کہانیاں ماحولیاتی عناصر کی ایک جامع اور بامعنی پیشکش کرتی ہیں۔ جس میں فطری، سماجی اور ثقافتی ماحول کو نہایت خوبصورتی اور مہارت کے ساتھ یکجا کیا گیا ہے۔ یہ عناصر نہ صرف ان کہانیوں کے حسن اور اثر انگیزی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ بچوں کی اخلاقی، فکری اور سماجی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس طرح یہ کہانیاں بچوں کے ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہیں اور انھیں ماحولیاتی تنقید کے زاویے سے بھی ایک اہم تخلیق قرار دیا جا سکتا ہے جو قاری کو نہ صرف متاثر کرتی ہیں بلکہ اسے اپنے ماحول کے بارے میں سنجیدگی سے سوچنے پر بھی آمادہ کرتی ہیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.1 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

حوالہ جات

1۔ اشرف صبوحی، بغداد کا جوہری (دہلی: کتب خانہ علم وادب، 1940ء)، ص 04

2۔ Dr. Tahir Nawaz, Dr. Ghulam Farida, Dr. Aqlima Naz, Dr. Maria Termezi, Gender Discrimination in Children's Folktales: A Special Study of Ashraf Sabohi's Stories,Al Qantra,Volume 10,issue 01,2024 page no 219

3۔ اشرف صبوحی، بدلتا ہے رنگ آسماں، https://www.rekhta.org/stories/badalta-hai-rang-aasman-ashraf-suboohi-dehlavi-manto?lang=ur، بتاریخ جنوری 26، 2026ء، بوقت 3 بجے دوپہر۔

4۔ اشرف صبوحی، پریوں کی کہانیاں (نئی دہلی: مکتبہ پیام تعلیم، 2013ء) ص 25

5۔ اشرف صبوحی، پریوں کی کہانیاں (نئی دہلی: مکتبہ پیام تعلیم، 2013ء) ص 07

6۔ مبینہ بیگم، اشرف صبوحی ایک مطالعہ (نئی دہلی: انجمن ترقی اردو، 1989ء) ص 77